رسولؐ اللہ کا خطبۂ رمضان

مولانا غلام محمد منصوری

رمضان المبارک اہلِ ایمان کے لیے نیکیوں کا موسمِ بہار ہے۔ اس مہینہ میں دل کی زمین تقویٰ کے بیج کو قبول کرنے کے لیے عام دنوں کی بہ نسبت زیادہ مستعد اور سازگار رہتی ہے، اور نیکیوں کی نشوونما کے لیے روحانی فضا زیادہ موافق ہوتی ہے۔ ایک طرف خدا کے اَنوار اور اس کی رحمت کا نزول دلوں کی مُردہ زمینوں میں نئی جان ڈالتا ہے اور اس میں ایمان کا نُور اور نیکی کا شوق پیدا کر دیتا ہے اور دوسری طرف ایک ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے جس میں خدا کی اطاعت و بندگی کا جذبہ اُبھرتا ہے۔ دلوں میں نیکی کے لیے محبت اور بُرائی کے لیے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ بڑی تعداد میں مسلمان نیکی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

رمضان المبارک کی آمد پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تاکہ وہ اس مبارک مہینہ کا شایانِ شان استقبال کریں۔ روزے اور نوافل کے اہتمام کا عزم کریں اور نیکی اور تقویٰ کا زیادہ سے زیادہ زادِراہ فراہم کریں۔ آیئے آج ہم بھی اس خطبہ کو سنیں اور یہ سمجھ کر سنیں کہ اس کے مخاطب ہم ہیں اور اس میں جو ہدایات دی جارہی ہیں کسی اور کے لیے نہیں بلکہ ہمارے لیے ہیں۔ آپؐ فرماتے:

اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو فضیلت و برکت کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام کو نفل کے درجہ میں رکھا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے نیکی کا کوئی ایسا

کام کرے گا جس کی حیثیت نفل کی ہے تو اس کو اس کا اجروثواب فرض کے برابر ملے گا اور جو فرض ادا کرے گا اس کو اس کا ثواب عام دنوں کے ستّر فرضوں کے برابر ملے گا۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا صلہ جنّت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں مومن بندوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اس کو آتش دوزخ سے نجات ملے گی اور اس کو اس عمل کا اجروثواب روزے دار کے برابر ملے گا اور خود روزے دار کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔

آپؐ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! ہم میں سے ہر ایک کے پاس تو سامان افطار نہیں ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ اجروثواب اس آدمی کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی اور پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزے دار کو روزہ افطار کرا دے۔ جو شخص کسی روزے دار کو پیٹ بھر کھانا کھلا دے، اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (حوضِ کوثر) سے پانی پلائے گا۔ پھر اسے پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنّت میں داخل ہوجائے گا۔

''اس مہینہ کا پہلا حصّہ رحمت ہے، درمیانی حصّہ مغفرت ہے اور آخری حصّہ دوزخ کی آگ سے نجات ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات بخشے گا''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ کے آغاز میں یہ خوش خبری دی کہ ''ماہِ رمضان میں ایک رات ایسی ہے جو اپنی فضیلت و عظمت میں ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے''۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کو جو تقویت، دل کو جو جذبۂ اخلاص و عمل اور زندگی کو جو طہارت و پاکیزگی اس ایک رات کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے، وہ ہزار مہینوں کی اطاعت و عبادت سے بھی نصیب نہیں ہوسکتی اور قربِ الٰہی کی جو منزلیں بندہ اس ایک رات میں طے کرلیتا ہے وہ ہزار مہینوں میں بھی طے نہیں ہوسکتیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بابرکت رات ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق تاریخوں میں ہے، یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹۔ اس رات کو مخفی رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اہلِ ایمان رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کثرت سے

اللہ کی عبادت کریں اور باقی مہینوں کے لیے تقویٰ کا زادِراہ جمع کریں۔

دوسری بات آپؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ جو شخص اس مہینہ میں کوئی ایسی نیکی کرے گا جو نفل کا درجہ رکھتی ہے تو اسے اجروثواب فرض کے برابر ملے گا اور ایک فرض کے اجر کو ستّر گنا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں یہ اجروثواب اس لیے بڑھا دیا ہے کہ بندے اس مہینہ میں نیک کاموں میں زیادہ سے زیادہ دل چسپی لیں۔ ان کے دلوں میں خدا اور رسولؐ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ وہ اس ایک مہینہ میں نیکی اور تقویٰ کی اتنی تربیت حاصل کرلیں کہ اس کے اثرات سال کے باقی گیارہ مہینوں تک باقی رہیں، اور اس طرح سال بہ سال اہلِ ایمان ایک ماہ کی تربیت گاہ میں اسلامی زندگی کی تربیت حاصل کرتے رہیں۔ اس تربیت گاہ میں وہ اپنے ایمان کو زندہ اور تازہ کریں اور زندگی کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں۔

بعض لوگ فرض سے مراد فرض نمازیں اور نفل سے مراد نفل نمازیں لیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ حضور اکرمؐ نے اپنے خطبہ میں اہلِ ایمان کو تمام فرائض ادا کرنے پر اُبھارا ہے۔ علم حاصل کرنا فرض ہے۔ دعوت وتبلیغ اور جہاد فرض ہے۔ نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا فرض ہے۔ عدل وانصاف اور امن و امان کا قیام فرض ہے۔ عہد و پیمان کو پورا کرنا فرض ہے۔ ماں ، باپ، اولاد، رشتہ دار، یتیم و مسکین اور تمام مخلوقِ خدا کے حقوق ادا کرنا فرض ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہے۔

اسی طرح نفل سے مراد محض نفلی نمازیں نہیں ہیں بلکہ اس میں وہ تمام اسلامی اعمال داخل ہیں جن کا درجہ فرض کا نہیں بلکہ نفل کا ہے۔ راستے میں پڑے ہوئے پتھر اور شیشہ کو ہٹا دینا تاکہ کوئی ٹھوکر کھا کر گر نہ جائے اور کسی کا پاؤں زخمی نہ ہو جائے۔ اپنے فرائض منصبی کو بحسن وخوبی انجام دینے کے لیے اصل ڈیوٹی سے زیادہ وقت دینا، ملازم اور مزدور کو اس کی محنت سے زیادہ معاوضہ دینا، کم منافع پر اشیاء فروخت کرنا، ڈاکٹر وحکیم کا غریب مریضوں کو مفت دوا دینا، دعوت وتبلیغ اور جہاد میں جان و مال اور وقت کی فرض سے زیادہ قربانی دینا، علم سیکھنے اور سکھانے کے لیے اپنے آرام وراحت اور دل چسپیوں کو چھوڑنا، زیادتی کرنے والے سے انتقام لینے کے بجائے معاف کر دینا، حق دار کو اس کے حق سے زیادہ دینا، خود بھوکے رہ کر دوسرے کو کھلانا، اور اس قسم کے دوسرے کام بھی نفل عبادت ہیں۔ اس لیے رمضان میں صرف فرض نمازوں اور روزوں پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے

بلکہ تمام فرائض کو ادا کرنا چاہیے۔ اسی طرح نفل نمازوں اور روزوں پر اکتفانہیں کرنا چاہیے بلکہ تمام فرائض کو ادا کرنا چاہیے۔ اسی طرح نفلی خیرات وصدقات اور اذکار اور اَوراد کو کافی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ دوسرے نفلی کاموں اور نیکیوں کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔ اسی صورت میں روزوں سے وہ ہمہ گیر تقویٰ پیدا ہوگا جو زندگی کے تمام معاملات کو خدا کی شریعت کا پابند بنا دے گا۔ اور اگر صرف چند فرائض ونوافل کا اہتمام کیا تو ممکن ہے کہ زندگی کے بعض گوشے تو نُورِتقویٰ سے خوب جگمگا اُٹھیں لیکن دوسرے شعبوں میں یا تو اس کی روشنی نہایت مدھم ہوگی یا پھر وہ بالکل تاریکی میں ڈوب جائیں گے۔

ایسے ناقص تقویٰ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک شخص ایک طرف تو تہجد گزار اور اشراق واوّابین کا سخت پابند ہوگا اور دوسری طرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے بالکل غافل ہوگا، بلکہ امکان اس بات کا ہے کہ وہ معروف کی راہ میں رکاوٹ اور منکر کا محافظ و پاسبان بن کر رہے۔ ایسا ناقص متقی ممکن ہے اپنی زبان کو ہر وقت ذکر و وِرد اور تسبیح وتہلیل سے تر رکھتا ہو لیکن ساتھ ہی اس کی زبان کے شر سے نہ اس کے رشتہ دار اور پاس پڑوس والے محفوظ ہوں گے اور نہ دوسرے ملنے جلنے والے۔ ظاہر ہے ایسے آدمی کو متقی نہیں کہا جاسکتا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ جہنّمی ہے۔ اس لیے رمضان میں تمام فرائض اور نوافل کی پابندی مقدور بھر کرنی چاہیے، تاکہ پوری زندگی تقویٰ کے رنگ میں رنگ جائے اور زندگی کا ہر شعبہ نُورِتقویٰ سے منور ہوجائے۔

اس خطبہ میں حضوؐر نے فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کے معنی ہیں: خدا کی اطاعت و بندگی کے لیے اپنی خواہشات پر کنٹرول کرنا اور ان کو خدا کی مرضی کے تابع کردینا ہے۔ ناموافق حالات میں دین پر قائم رہنا، اس کو قائم کرنے کے لیے جانی اور مالی قربانیاں دینا اور مصائب اور مشکلات برداشت کرنا۔ ظاہر ہے روزہ اسی صبر وتحمل کی تربیت دیتا ہے۔ سحری کے وقت نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان میٹھی نیند سے اُٹھ کر سحری کرتا ہے۔ دن کے وقت بھوک پیاس لگتی ہے لیکن وہ صبر کرتا ہے اور کھانے پینے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ وہ خواہشِ نفس سے مغلوب ہونے کے بجائے اس کو اپنے قابو میں لے لیتا ہے۔ اسی طرح فکر وخیال، آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ پاؤں حرام کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں لیکن وہ ان کو روک دیتا ہے۔ اس طرح جو شخص پورے ایک ماہ تک صبر وتحمل کی مشق کرلے اس کے لیے سال کے باقی گیارہ مہینوں میں بھی خدا کی اطاعت و بندگی

کے لیے خواہشات کو قربان کرنا آسان ہوجاتا ہے اور وہ خدا کی رضا اور اس کے دین کی سربلندی اور غلبے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کا حوصلہ اور عزم اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ مہینہ ہمدردی اور غم خواری کا ہے۔ ہر روزہ دار کو روزہ رکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بھوک کتنی تکلیف دہ چیز ہے۔ اس سے اس کے دل میں غریبوں، مسکینوں اور فاقہ کشوں کے لیے ہمدردی اور مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ان کی ہرممکن مالی مدد کے لیے مستعد و مضطرب رہنے لگتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس ماہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ ہر شخص کا تجربہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں عام دنوں کی بہ نسبت مالی حالات بہتر ہوتے ہیں اور وہ نعمتیں بھی مل جاتی ہیں جو عام دنوں میں میسر نہیں آتیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں روزے داروں کو روزہ افطار کرانے کی ترغیب دی ہے تاکہ مومن صرف شکم پروری کا اسیر ہوکر نہ رہ جائے بلکہ اس کے دل میں دوسروں کو کھلانے پلانے کا جذبہ بھی اُبھرے اور اس طرح غریبوں کا بھی بھلا ہو۔ یہ اجروثواب جس کی خوش خبری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، ان افطاریوں کے لیے ہے جو محض خدا کی رضا اور اجروثواب حاصل کرنے کی نیت سے کروائی جائیں۔ یہ اجروثواب ان افطاریوں پر نہیں جو اپنی دولت مندی اور شان وشوکت کے مظاہرے اور کاروباری یا سیاسی مقاصد کے لیے کرائی جاتی ہیں۔

آخر میں فرمایا کہ اس کا پہلا حصّہ رحمت، درمیانی حصّہ مغفرت اور آخری حصّہ دوزخ کی آگ سے نجات کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس مہینہ میں نیک لوگوں کے لیے درجات کی بلندی ہے، اور گنہگار چاہے ان کے گناہ زمین کے ذرّوں اور آسمانوں کے تاروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں، اگر وہ گناہوں سے توبہ کرکے نیک اور صالح بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا اور دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ پس عزم کیجیے کہ اس مبارک مہینہ میں خدا کے دامنِ رحمت سے چمٹ جائیں گے۔ رو رو کر اپنے گناہ معاف کرائیں گے اور نیک بن کر اس کے عذاب سے بچنے اور اس کی نعمتوں بھری جنّت میں داخل ہونے کی امکان بھر کوشش کریں گے۔